ائمہ فقہ

# امام اعظم ابو حنیفہ کی محدثانہ حیثیت

مولانا محمد عبداللہ

مدرسہ مفتاح العلوم چوک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

فہرست ذیلی عنوانات مقالہ

(1) فقہ حنفی کی فوقیت اور قبولیت عامہ

(2) امام صاحبؒ کا طلب حدیث

(3) تعلم حدیث کا واقعہ خود امام کی زبانی

(4) ایک غلط خیال کا ازالہ

(5) محدث اور مجتہد کی الگ الگ مثالیں

(6) تکثیر روایت علم حدیث کیلئے معیار نہیں

(7) امام ابو حنیفہؒ سید المجتہدین ہیں

(8) امام صاحبؒ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے

(9) کبار ائمہ کرام کا امام صاحبؒ کے محدثانہ شان میں مدحیہ کلمات

(10) امام الجرح والتعدیل کا امام صاحبؒ کے علم وحدیث میں تفوق پر قسم

(11) چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب کیا گیا

(12) احادیث کی تعداد میں کثرت کے اسباب

(13) قلیل مدت میں کثیر تعداد حدیث کی حفظ والقاء

(14) ممالک مشرق کوفہ اور عراق کے بے نظیر امام

(15) امام صاحبؒ پر اہل رائے کا الزام

(16) رائے کا لغوی اور اصطلاحی معنی

الحمد لله رب العلمين والصلوٰة والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین سیدنا ونبینامحمد وعلیٰ آله و صحبه ومن اهتدی بهدیّه وسارعلیٰ نهجه واقتفیٰ اثره الیٰ یوم الدّین اما بعد

اللہ رب العزت نے بنی نوع انسانیت کی ہدایت کیلئے آسمانی کتابیں نازل کرنے کے ساتھ ساتھ ان کتابوں کو سمجھانے اور انسانیت کی مکمل ہدایت کیلئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا۔ ہر نبی اپنے اپنے علاقہ اور دور تک انسانیت کی ہدایت کیلئے مکمل طور پر کوشاں رہے اور فریضہ رسالت کو مکمل دیانتداری کیساتھ لوگوں تک پہنچایا۔

اور پھر آخر میں قیامت تک کیلئے تمام انسانیت بلکہ جنات تک کی ہدایت کیلئے سید الانبیاء جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا آپ ﷺ کے وصال کے بعد اس فریضہ کو صحابہ کرامؓ نے سنبھالا۔ پھر تابعین اور فقہاء کرام نے۔

اور احادیث مبارکہ میں انہیں کی طرف اس ذمہ داری کو لوٹایا گیا جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے العلماء ورثة الانبیاء

### فقہ حنفی کی فوقیت اور قبولیت عامہ:-

اسی فریضہ کی اشاعت کیلئے بہت سی فقہیں معرض وجود میں آئیں وہ ایک خاص دَور اور وقت تک چلیں مثلاً عبد اللہ بن مبارکؒ کی فقہ۔ لیکن مروجہ چار فقہوں کے علاوہ باقی فقہیں منشاء الٰہی کے تحت تقریبا دنیا سے ختم ہوگئیں۔ اور پھر یہ چار فقہیں امت کا معمول بنی رہیں۔ پھر ان میں سے بھی اللہ رب العزت نے فقہ حنفی کو فوقیت اور قبولیت عامہ بخشی۔

اس وقت پوری دنیا کی اکثریت میں فقہ حنفی ہی کا عروج ہے اور لوگ اسی پر عمل پیرا ہیں ظاہر ہے کہ فقہ حنفی کو یہ مقام عند اللہ زیادہ مقبولیت کی وجہ سے اور امام صاحبؒ کی ذات عالی اور شخصیت کی وجہ سے ملا۔ امام اعظمؒ نہ صرف یہ کہ مجتہد اور فقیہ تھے بلکہ ان کے سردار تھے۔ امام اعظمؒ گویا سورج ہیں اور باقی حضرات ستارے، چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں الناس عیال فی الفقهة علی أبی حنیفة (مکانۃ الامام ابی حنیفہ بین المحدثین ص 98)

اب اس بحث کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

۱۔ امام صاحبؒ کا طلب حدیث اور ائمہ حدیث کی ان کے حق میں مدح

۲۔ امام صاحب رحمہ اللہ کا اہل الرائے ہونا

### امام صاحب کا طلب حدیث:-

امام صاحبؒ کا آبائی پیشہ تجارت تھا اسلئے آپ نے بھی اسی کو اختیار کیا اور اسی کو ذریعہ معاش بنائے رکھا۔ ائمہ میں کسب معاش اور اس طرح وافر مقدار میں اشاعت علم درحقیقت دو متضاد راہوں پر بیک وقت گامزن ہونے کی پہلی مثال آپؒ نے قائم کی۔ آپؒ نے اپنے علم کو اُمراء وسلاطین کی عطیات کا بھی شرمندہ احسان نہیں بنایا۔ ریشمی کپڑے کی تجارت کا کام تھا، لاکھوں کا کاروبار تھا عراق، شام، ایران

وعرب کی طرف مال سپلائی کیا جاتا تھا۔انہیں تجارتی امور کی وجہ سے شہروں اور بازاروں میں آپؒ کی آمد کثرت سے رہتی تھی۔

ایک دن گزرتے ہوئے امام شعبیؒ سے ملاقات ہوگئی امام شعبیؒ نے دریافت کیا، صاحبزادے! کیا کرتے ہو؟ کہاں آتے جاتے رہتے ہو؟ جواب دیا کہ تجارت مشغلہ ہے اسی سلسلہ میں آمد ورفت رہتی ہے۔پھر امام شعبیؒ نے پوچھا کیا علماء کے پاس بھی آتے جاتے ہو؟ جواب دیا **أنا قليل الاختلاط اليهم** میں ان کے پاس کم آتا جاتا ہوں۔

امام شعبیؒ نے اپنی فراست سے پہچان لیا اور علم کی ترغیب دی امام صاحبؒ خود فرماتے ہیں **فوقع فی قلبی من قوله فترکت الاختلاط فی السوق وأخذت فی العلم** (مقام ابوحنفیہ ص۔ 49)

کہ میرے دل میں امام شعبیؒ کی بات بیٹھ گئی اور میں نے بازار کی آمد ورفت چھوڑ کر علم حاصل کرنا شروع کیا اس واقعہ سے امام اعظمؒ کی علم حدیث کی تحصیل شروع ہوئی آپ نے اپنی عمر کے ابتدائی حصہ میں ہی علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا تھا لیکن اکثر احادیث آپؒ نے فقہاء محدثین سے لیں چنانچہ ابوداؤد طیالسی امام صاحبؒ سے ان کی اپنی بات نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام صاحب نے فرمایا **ولدت سنة ثمانين وقدم عبدالله بن انسؓ صاحب رسول الله ﷺ سنة اربع وتسعين ورأيته وسمعت منه وأنا إبن أربع عشرة سنة سمعت رسول الله ﷺ يقول حبك الشئ يعمى ويصم**

امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں 80ھ کو پیدا ہوا جب میں نے حضرت انسؓ کو دیکھا اور ان سے یہ حدیث سنی کہ کسی چیز کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کر دیتی ہے تو اس وقت میری عمر چودہ سال تھی

تعلم حدیث کا واقعہ خود امام صاحب کی زبانی :-

علم حدیث کے تعلم کے حوالہ سے ہی امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ نے خود اپنا واقعہ ہمیں سنایا۔ **قال ولدت سنة ثمانين وحججت مع ابى سنة ست وتسعين وأنا إبن ست عشرة سنة فلماجئت المسجد الحرام رأيت حلقة عظيمة فقلت لأبى حلقة من هذه؟فقال حلقة عبدالله بن الحارث بن جزر الزبيدى صاحب رسول الله ﷺ فتقدمت سمعته يقول من تفقه فى دين الله كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب** (مکانۃ الامام ابی حنیفۃ بین المحدثین ص۔ 98) کہ میری پیدائش 80ء کو ہوئی اور 96ء میں میں نے اپنے والد صاحب کے ساتھ حج کیا جب میں مسجد حرام کیطرف آیا تو ایک بڑا مجمع دیکھا تو میں نے اپنے والد صاحب سے پوچھا کہ یہ حلقہ کس کا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ عبداللہ بن حارثؓ کا ہے انہوں نے حدیث بالا پڑھی۔

مندرجہ بالا تحریر سے معلوم ہوا کہ آپؒ نے اپنی جوانی کی ابتداء ہی سے علم حدیث صحابہ کرامؓ اور تابعین سے حاصل کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ امام صاحبؒ کیلئے ایک اچھی فال بھی ہے کہ ابتداء جوانی سے ہی علم حدیث حاصل کرنا شروع کیا اور بالآخر ایک ذخیرہ احادیث کو جمع کیا اور پھر احکامات مستنبط کئے جو امت کے لئے بے مثال نفع بنے کمالایخفی علی العلماء

ایک غلط خیال کا ازالہ:-

یہ خیال بالکل غلط ہے کہ امام اعظم حضرت ابوحنیفہ علم حدیث میں کم مایہ تھے تاہم اس بات سے انکار نہیں ہوسکتا کہ عام طور پر محدّث کے لقب سے مشہور نہیں ہوئے بزرگان سلف میں سے سینکڑوں بزرگ ایسے ہیں جو اجتہاد اور روایت دونوں کے جامع تھے لیکن شہرت اسی وصف کیساتھ ہوئی جو اُن کا کمال غالب تھا۔

امام صاحبؒ کی مستقل حدیث میں تصنیف نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ بھی اس لقب کے ساتھ مشہور نہ ہوئے اور نہ ہی ان کی تصنیفوں کو وہ قبول عام حاصل ہوا جو صحاح ستہ کو ہوا۔

امام احمد بن حنبلؒ ان لوگوں کی نسبت علم حدیث میں زیادہ نام آور ہیں ان کی مُسْنَدْ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ صحیح حدیثوں کا اتنا بڑا مجموعہ اور کہیں نہیں مل سکتا لیکن جس قدر حدیث اور روایت میں انکا زیادہ اعتبار ہے اسی قدر استنباط اور اجتہاد میں انکی نام آوری کم ہے

محدث اور مجتہد کی الگ الگ حیثیتیں :-

حقیقت یہ ہے کہ محدث اور مجتہد کی حیثیتیں الگ الگ ہیں۔ محدث مواعظ، قصص، فضائل، سیر ہر ایک قسم کی روایتوں کا استقصاء کرتا ہے بخلاف اس کے کہ مجتہد کو زیادہ تر اُن احادیث سے غرض ہوتی ہے جن سے کوئی حکم شرعی مستنبط ہوتا ہے (یہی سبب ہے کہ محدثین کی نسبت مجتہدین قلیل الروایت ہوتے ہیں) مؤطا امام مالک میں جو کہ امام مالکؒ کی تمام روایتوں کا مجموعہ ہے زیادہ سے زیادہ ہزار حدیثیں ہیں جن میں صحابہ کرامؓ اور تابعین کے اقوال بھی شامل ہیں۔ امام شافعیؒ نے امام مالک و امام احمدؒ کے سامنے اکثر اعتراف کیا ہے کہ تم لوگ ہماری نسبت احادیث سے زیادہ واقف ہو۔ قاضی یحییٰ بن آدم جو امام ترمذیؒ کے شیخ ہیں حسرت سے کہا کرتے تھے اگر امام شافعیؒ نے علم حدیث کیطرف پوری توجہ کی ہوتی تو ہم لوگوں کو سب سے بے نیاز کر دیا ہوتا۔ حافظ ابن حجرؒ نے امام شافعیؒ کے حالات پر ایک رسالہ لکھا ہے اس میں امام شافعیؒ کے شیوخ حدیث سے بحث کی ہے خاتمہ پر لکھا ہے **ولم یکثر من الشیوخ کعادة اهل الحدیث لإقباله علی الاشتغال بالفقه**

حافظ ابن حجرؒ نے یہی سبب امام صاحبؒ کی قلت روایت کا بیان فرمایا ہے لیکن اس قلت کے دائرہ کو اتنا تنگ کرنا ان حضرات کے مطلب کے خلاف ہے ان کی قلت کا مطلب یہ تھا کہ اجتہاد کی نسبت قلت روایت ہے اور واقعۃً ایسا ہی ہے کہ حضرات فقہائے کرام کا کمال غالب فقاہت اور استنباط ہے جو احادیث یاد ہونے پر مبنی ہے۔

اتنی بات ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مغازی قصص سیر وغیرہ میں امام صاحبؒ کی نظر اتنی وسیع نہ تھی لیکن بایں ہمہ اتنی کم بھی نہ تھی جتنا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے جیسا کہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا بھی یہی حال تھا۔ لیکن عقائد، احکام کے متعلق امام صاحبؒ کو جو واقفیت حاصل تھی اس سے انکار کرنا بہر حال ناانصافی ہے۔

تکثیر روایت علم حدیث کیلئے معیار نہیں :-

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے زیادہ کسی صحابیؓ کو رسول خدا ﷺ کے ساتھ رہنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن حدیث کی تمام کتابوں میں ان کی صحیح روایات کی تعداد سترہ (17) سے زیادہ نہیں کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ان کو اتنی ہی احادیث یاد تھیں؟ ان کے بعد حضرت عمرؓ اور ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کا درجہ ہے حضرت عمرؓ سے بھی اسی طرح تقریباً پچاس حدیثیں مروی ہیں۔ اور یہی حال حضرت عثمان غنیؓ کا ہے بخلاف اس کے حضرت ابو ہریرۃؓ جو اسلام بھی 7 ھ میں لایا اور انکی روایات کی تعداد 5346 اور حضرت انسؓ سے 2286 اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے 2260 حضرت جابرؓ سے 2540 اور ابن عمرؓ سے جو کہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں نوجوان تھے سے 2630 حدیثیں مروی ہیں۔ ان حضرات کو حضور اقدس ﷺ کے ساتھ خلفائے ثلثہ کی نسبت آپ کے ساتھ رہنے کا اتفاق کم ہوا لیکن ان کی روایات زیادہ ہیں اس سے معلوم ہوا کہ روایات کا زیادہ ہونا علم حدیث کیلئے معیار نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرات شیخینؓ سے کم روایات منقول ہیں لیکن انہیں حدیث کا علم نہ رکھنے والا کہنا درست نہیں بلکہ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کان ابو بکر اعلمنا (مشکوۃ ص 546)

امام ابوحنیفہ سید المجتہدین ہیں :-

امام صاحبؒ کے مجتہد ہونے پر سب کا اتفاق ہے بلکہ منصف مزاج لوگوں کے نزدیک تو امام صاحب سید المجتہدین ہیں اور اجتہاد کی شرائط میں سے یہ ہے کہ مجتہد احکام کی آیات اور احادیث کا حافظ ہو جب یہ بات تسلیم ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام صاحبؒ محدث نہ تھے؟ البتہ شان فقاہت غالب تھی جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

امام صاحب کبار حفاظ حدیث میں سے تھے :-

امام صاحبؒ نے کم از کم تراسی ہزار (83000) مسائل کا جواب دیا امام صاحبؒ کا اتنے مسائل کا جواب دینا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام صاحبؒ کے پاس کافی احادیث تھیں۔ اسی وجہ سے حافظ محمد بن یوسف صالحی فرماتے ہیں

**كان أبو حنيفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم ولولا كثرة إعتنائه بالحديث ما تهيأ له إستنباط مسائل الفقه**

کہ امام صاحبؒ بڑے حفاظ حدیث میں سے تھے اگر اُن کے پاس احادیث کثیرہ نہ ہوتیں تو مسائل فقہ کا استنباط نہ کر سکتے۔

محمد بن سماعہ فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ نے اپنی تصانیف (جو انہوں نے اپنے شاگردوں کو املاء کرائی ہیں یا شاگردوں نے از خود لکھی ہیں) میں (70,000) احادیث بیان کی ہیں اور کتاب الآثار کو چالیس ہزار احادیث سے انتخاب کر کے لکھا ہے۔

اسی سلسلہ میں اب ائمہ کرام کی امام صاحب کے بارے میں کچھ شہادات پیش کی جاتی ہیں۔

## کبار ائمہ کرام کا امام ابوحنیفہ کی محدثانہ شان میں مدحیہ کلمات :-

شیخ الاسلام ابن عبداللہ المالکیؒ تحریر فرماتے ہیں وروی حماد بن زید عن أبی حنیفة أحادیثا کثیرة حماد بن زید نے ان سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں کثیرة کا لفظ بھی دلالت کرتا ہے کہ امام صاحب کے پاس کافی احادیث کا ذخیرہ تھا۔ سولہ، سترہ احادیث کو کوئی بھی کثیر نہیں کہتا۔

اور حافظ ابن عبداللہ بھی امام وکیع بن جراح کے تذکرہ میں فرماتے ہیں وکان یحفظ حدیثه کله وکان قد سمع من ابیحنیفة حدیثا کثیرًا (جامع بیان العلم صـ149 بحوالہ مقام ابی حنیفہ صـ110) یہاں پر بھی لفظ کثیرہ مذکورہ دلالت کرتا ہے امام وکیع بن الجراح جو از خود بلند قدر اور پختہ کار محدث تھے ایسے شخص کا امام صاحب سے روایت کرنا بھی امام صاحب کے علم میں مقام کی دلیل ہے۔

مشہور محدث اسرائیلؒ امام صاحبؒ کے متعلق فرماتے ہیں ما کان أحفظه لکل حدیث فیه فقه وأشد فحصه عنه وأعلمه بمافیه من الفقه (تاریخ بغداد ص339 بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص112 (ومکانۃ الامام ابی حنیفۃ بین المحدثین) انہوں نے ہر ایسی حدیث کو کیا ہی اچھی طرح یاد کیا ہے جس سے کوئی فقہی مسئلہ مستنبط ہو سکتا ہے اور حدیث کے بارے میں بڑی بحث کرنے والے اور حدیث میں فقہی مسائل کو بہت زیادہ جاننے والا ہے۔

امام ابوعبداللہ بن داؤد الخریبی فرماتے ہیں یجب علی اهل الاسلام ان یدعو الله لابی حنیفة فی صلاتهم قال وذکر حفظه علیهم السنن والفقه (تاریخ بغداد ج13 ص342 البدایۃ والنہایۃ ج1 ص107 بحوالہ مقام ابوحنیفہؒ 110) اہل اسلام پر واجب ہے کہ امام صاحب کیلئے دعا کریں کیونکہ انہوں نے حدیث اور فقہ کو یاد کیا (مکانۃ)

امام صدر الائمہ مکیؒ اپنی سند کے ساتھ امام زفرؒ سے نقل کرتے ہیں قال کان کبراء المحدثین مثل زکریا بن أبی زائدة و عبدالملک بن أبی سلیمان واللیث بن أبی سلیم ومطرف بن طریف حصین هوابن عبد الرحمن و غیرهم یختلفون إلی أبی حنیفة ویسئلونه عما ینوبهم من المسائل وما اشتبه علیهم من الحدیث (مناقب موفق 149/29 بحوالہ مقام ابی حنیفہ 113) کہ بڑے بڑے محدثین مثلاً زکریا بن ابی زائد ،عبد الملک بن ابی سلیمان لیث بن ابی سلیم مطرف بن طریف وغیرہ جیسے حضرات امام ابوحنیفہ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے اور ایسے (دقیق) مسائل ان سے دریافت کرتے جو ان کو درپیش ہوتے تھے۔

ان کبار محدثین کا امام اعظم کی خدمت میں آنا اور احادیث کی مشکلات کو حل کروانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام صاحبؒ کو احادیث مبارکہ میں خاص کر احکام اور عقائد کی احادیث میں دسترس حاصل تھی ظاہر ہے باکمال شخصیات کسی اکمل شخصیت کے پاس ہی آتی ہیں۔

مشہور محدث امام کدامؒ فرماتے ہیں طلبت مع أبی حنیفة الحدیث فغلبنا وأخذنا فی الزهد فبرع علینا وطلبنا معه الفقه فجاء منه ماترون (مناقب ابی حنیفہ ص67) میں نے امام صاحب کے ساتھ حدیث کی تحصیل کی لیکن وہ ہم پر غالب رہے اور زہد میں مشغول ہوئے تو بھی ہم پر فائق رہے اور ہم نے ان کے ساتھ فقہ طلب کی تو اس میں ان کا کمال ہم سے مخفی نہیں ہے۔

غور فرمایئے کہ چوٹی کا محدث اور صحاح ستہ کا مرکزی راوی امام ابوحنیفہؒ کے زہد اور فقہ کے ساتھ ساتھ علم حدیث میں فوقیت اور برتری کو کس شان سخاوت کے ساتھ تسلیم کرتے ہیں سبحان اللہ۔

### امام الجرح والتعدیل :-

امام الجرح والتعدیل۔یحیٰ بن سعید القطانؒ حضرت امام صاحبؒ کے بارے میں قسم کھا کر فرماتے ہیں **إنــه والله لأعـلـم هـذه الأمة بـمـاجاء عن الله ورسوله** (بحوالہ مقام ص114) خدا کی قسم امام ابوحنیفہؒ اس امت میں خدا تعالیٰ اور اسکے رسول برحق سے جو کچھ بھی وارد ہوا ہے اس کے سب سے بڑے عالم ہیں ناقدین رجال اور سرتاج محدثین کا قسم اٹھا کر یہ بیان دینا امام صاحب کے علم حدیث میں تفوق کی روشن دلیل ہے۔

### چالیس ہزار احادیث سے کتاب الآثار کا انتخاب :-

حضرت علامہ ملا علی القاریؒ امام محمد بن سماعہؒ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا **ان الا مـام ذكر في تصانيفه نيفا وسبعين الف حـديـث وانـتـخـب الآثـارمـن أربعين الف حديـث** (مناقب علی القاری بزیل الجواہر ص474 بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص114) کہ امام صاحب نے ستر ہزار سے زائد روایات ذکر کی ہیں۔اور چالیس ہزار احادیث میں سے کتاب الآ ثار کا انتخاب کیا

امام صدر الائمہ مکیؒ فرماتے ہیں **وإنتـخـب ابـو حـنيفة الآثارمن أربعين ألف حديثا** (مناقب موفق ص95 بحوالہ مقام ص114،مسانید الامام ابی حنیفہ ص44)

### احادیث کی تعداد میں کثرت کے اسباب :-

یاد رہے کہ محدثین کرام کی یہ اصطلاح ہے کہ سند کے بدلنے اور اسی طرح سند کے کسی راوی کے بدلنے سے حدیث کی گنتی اور تعداد بدل جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرامؓ کے دور میں احادیث کی تعداد کم تھی کیونکہ سند مختصر تھی اور ائمہ حدیث کے زمانہ میں احادیث کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہوگئی کیونکہ جوں جوں سند بڑھتی گئی اور راوی بدلتے گئے تو احادیث کی تعداد بھی بڑھتی گئی نہ یہ کہ متونِ حدیث بڑھ گئے۔محدثین کی اس اصطلاح کو نہ سمجھنے کیوجہ سے بعض لوگوں کو سخت ٹھوکر لگی ہے اور انہوں نے محدثین کرام کو بلاوجہ موردطعن ٹھہرایا دیگر محدثین کی طرح جہاں کہیں امام صاحب کی طرف حدیثوں کی نسبت ہوتی ہے تو اس سے بظاہر یہی متون حدیث مراد ہیں اور جہاں چالیس ہزار یا ستر ہزار کا ذکر آتا ہے تو وہاں سے اسانید اور طرق متعددہ سے مروی احادیث مراد ہیں۔

خطیب بغدادیؒ یحییٰ بن معین کی سند سے روایت کرتے ہیں **كـان أبـو حـنـيـفة لايحدث بالحديث إلامايحفظ ولا يحدث بمالايحفظ** (مکانۃ ص192) امام اعظمؒ وہی حدیث بیان کرتے تھے جو انہیں یاد ہوتی تھی اور جو انہیں یاد نہ ہوتی اسے بیان نہ کرتے تھے۔

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ یحیی بن معین نے فرمایا کان أبو حنیفة ثقة صدوقا فی الفقه والحدیث مأمونا علی دین الله (مکانۃ 192 تاریخ بغداد 350/131)

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں هو ثقة ماسمعت إمرأ ضعفه (مکانۃ ص 193) کہ وہ ثقہ ہیں میں نے کسی (معتد بہ) سے ان کی تضعیف نہیں سنی اور یہی بات حافظ ابن حجرؒ نے امام صاحب کے متعلق فرمائی ہے۔

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کان أبو حنیفة أفقه أهل الأرض

علامہ موصوف بھی انہی کی سند کے ساتھ اسرئیلؒ سے روایت کرتے ہیں کان نعم الرجل النعمان ما کان أحفظه لکل حدیث فیه فقه وأشد فحصه عنه وأعلمه بما فیه من الفقه (مکانۃ ص 195) امام اعظمؒ بہت ہی اچھے آدمی تھے ہر اس حدیث کو یاد کر لیتے جس میں فقہ ہوتی، اور اس میں خوب چھان بین کرتے تھے۔ اسرائیل بن یونسؒ ائمہ محدثین میں سے ہیں وہ ان الفاظ سے امام صاحبؒ کی تعریف فرمارہے ہیں آگے چل کر امام اعظمؒ کی محدثانہ شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں فهو رجل فقیه لایبحث إلا عن الحدیث الفقهی لأنه رجل متخصص فقد کان یأخذ الحدیث ویضبط بقیده ویسأل عن طرقه کما توحی بذلک کلمة وأشد فحصه فإذاماوجده صحیحا وهؤلاء یجهل الرجال ولایخفی علیه حالهم وہ فقیہ آدمی ہیں فقہی حدیث سے ہی بحث کرتے ہیں اسلئے کہ وہ متخصص آدمی ہیں جب حدیث کو سنتے تھے تو اُسے ضبط کر لیتے تھے پھر اس کے طرق (سند) کے متعلق پوچھتے اور تحقیق کرتے۔ اور ان کو راویوں کے حالات بھی معلوم تھے ان کے حالات ان پر مخفی نہ تھے۔

ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن داوٗد الحریبی فرماتے ہیں ینبغی للناس أن یدعوا فی صلاتهم أبی حنیفة لحفظه الفقه والسنن علیهم (مکانۃ ص 196) امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو چاہئے کہ امام صاحب کے حق میں دعا کریں کیونکہ انہوں نے سنت اور فقہ کی حفاظت کی ہے۔

## قلیل مدت میں کثیر تعداد حدیث کی حفظ والقاء :-

امام اعظمؒ کی موجودگی میں ایک مرتبہ امام اعمشؒ سے کسی نے کسی مسئلے کے متعلق پوچھا تو امام اعمشؒ جواب نہ دے سکے امام اعظمؒ نے اس مسئلہ کا جواب دیا امام اعمشؒ نے امام اعظمؒ سے پوچھا کہ آپ کو یہ مسئلہ کہاں سے معلوم ہوا؟ امام صاحب نے فرمایا کہ فلاں دن میں نے فلاں سے جو حدیث سنی تھی اس سے مستنبط کیا بہت سی احادیث ذکر کردی امام اعمشؒ نے امام صاحب کو کہا یا أبی حنیفة ماحدثناک به شهوراً احد ثتنا به فی ساعة (مکانۃ ص 197) جو احادیث ہم نے آپ کو مہینوں میں بتایا وہ آپ نے ہمیں تھوڑی دیر میں بتادیا۔

اور امام شعبیؒ ہی نے ایک دوسرے موقعہ پر فرمایا یامعشر الفقهاء أنتم الأطباء ونحن الصیادلة (مکانۃ ص 197)

اور یہی جملہ سفیان بن عیینہ نے بھی ایک موقعہ پر فرمایا تھا۔اور جب ان سے مسئلہ پوچھا جاتا اور ان کے ذہن میں اس کا جواب نہ ہوتا تو فرماتے کہ ابوحنیفہؒ سے پوچھو اس لئے کہ "بورك في علمه" اس کے علم میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔اتنے بڑے حضرات کا امام صاحبؒ کی شخصیت کا اعتراف کرنا امام صاحبؒ کے اس علمی مقام کی کافی ووافی دلیل ہے۔

خطیب بغدادیؒ اپنی سند کے ساتھ اسرائیل بن یونسؒ سے روایت کرتے ہیں **قال كان نعم الرجل النعمان ما كان أحفظه لكل حديث فيه فقه و أشد فحصه عنه وأعلمه بما فيه من الفقه كان ضبط عن حماد فأحسن الضبط عنه** امام صاحبؒ کیا ہی خوب آدمی تھے ہر ایسی حدیث کو جس میں فقہ ہوتی اسے یاد کر لیتے تھے، اور اس کے متعلق چھان بین کرتے تھے اسرائیل بن یونسؒ جیسا محدث امام اعظمؒ کے علم حدیث کو احفظ کے لفظ سے یاد فرماتے ہیں

## ممالک مشرق کوفہ اور عراق کے بے نظیر امام :-

امام ابو یوسفؒ، امام صاحب کے منصب علم حدیث کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں **ما رأيت أعلم بتفسير الحديث من ابى حنيفه و كان أبصر بالحديث منى**

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے امام اعظمؒ کے متعلق حسب ذیل اشعار میں آپ کے مقام حدیث کو بیان فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں

**روى آثاره و أجاب فيها　　كطيران العصفور من المنيفة**

**ولم يك بالعراق نظيره　　ولا بالمشرقين ولا بكوفه**

آپ نے آثار کو روایت کرنے میں ایسی بلند پرواز دکھائی ہے جیسا کہ پرندے بلند مقام پر پرواز کرتے ہیں ممالک مشرقیہ، کوفہ اور عراق میں تو آپ کی نظیر نہیں (مقام حنفیت ص 71)

یحییٰ بن معین سے امام صاحب کی ثقاہت فی الحدیث کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا **نعم ثقة ثقة و كان والله أورع من أن يكذب وهو أجل قدرا من ذلك** چنانچہ موصوف ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں **كان ابو حنيفة ثقة صدوقا فى الفقه و الحديث مأمونا على دين الله** (مکانۃ ص 192)

الدکتور محمد قاسم عبدہ الحارثی نے بڑی اچھی بات لکھی ہے فرماتے ہیں **لأنه ما المقصود من حفظ السنن ؟ هل المقصود أن نحفظها ونضبطها ثم نتركها فى بطون الكتب؟ او المطلوب تدبرها و الغوص فى معانيها كلا؟ بل المقصود التدبر و التفقه وهو المقصود من تبليغ السنة وحديث رسول الله ﷺ بدليل قوله ﷺ نضّر الله امرأ سمع مقالتى فوعاها فأداها كما سمعها وفى رواية فربّ حامل فقه الى من هو أفقه منه و هكذا كان أبو حنيفةؒ يبحث عن الفقه فى الحديث الذى هو المصدر الثانى للفقه وهل يصدر الفقه إلا عن هذين الأصلين** (مکانۃ ص 196 ص 197)

اوراس حدیث کوامام صاحب نے اپنے مسانید میں سے ایک سند جن کی تعداد پندرہ ہے روایت کیا ہے ان کی بات کا حاصل یہ ہے کہ سنن کو یاد کرنے کا مطلب یہ تھوڑا ہی ہے کہ ان کو کتابوں کے پیٹوں میں بند کر کے رکھدیں۔ بلکہ مقصد ان سے یہ ہے کہ ان کے معانی میں غور وفکر کرنا اور احکامات مستنبط کرنا ہے جو کہ سنت اور حدیث کی تبلیغ کا مقصد ہے۔جیسا کہ اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے مبلغ کیلئے حدیث کو پہنچانے پر دعا فرمائی ہے اور ساتھ ساتھ اس تبلیغ کا ایک ثمرہ اور فائدہ بھی فرمایا کہ بسا اوقات جسے بات سنائی جائے سامع سے زیادہ افقہ ہوتا ہے اس حدیث وغیرہ میں غور وفکر کر کے احکامات مستنبط کر سکتا ہے۔علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ امام اعظمؒ بھی حدیث پاک میں فقہ تلاش کیا کرتے تھے۔جو کہ تبلیغ سنت کا مقصد تھا۔

**امام صاحبؒ پر اہل الرائے کا الزام :-**

کتب تاریخ اسلام،طبقات رجال اور مناقب وغیرہ میں امام ابوحنیفہؒ کا لقب امام اہل الرائی مذکور ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اہل الرائی ہونا شرعی اور لغوی لحاظ سے کیا حیثیت رکھتا ہے؟محمود اور باعث فضیلت ہے یا مذموم؟

**رائے کا لغوی اور اصطلاحی معنی :-**

علامہ ابوالفتح ناصر الدین المطرزی الحنفیؒ لکھتے ہیں **الرأى ما اختاره الانسان واعتقده وفيه ربيعة الرأى بالاضافة فقيه اهل المدينه** (المغرب ص 197 ج 1 بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص 159) رائے اس نظریہ اور اعتقاد کو کہا جاتا ہے جس کو انسان اختیار کرتا ہے اور اسی اضافت کے ساتھ ربیعۃ الرائے ہیں جو اہل مدینہ کے فقیہ تھے اس سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی نظریہ اور اعتقاد ہوتا ہے جسے اس شخص کی رائے کہا جاتا ہے۔

علامہ ابوالفضل القرشی تحریر فرماتے ہیں ''رائے دیدن بدل، وبینائی دِل'' (صراح ص 551 بحوالہ مقام ابی حنیفہ 159) رائے دل کی بصیرت اور بینائی کو کہتے ہیں ظاہر بات ہے کہ دل کی روشنی اور بصیرت خداوند کریم کا خالص تحفہ اور عطیہ ہے یہ کوئی مذموم شے نہیں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مقدمہ فتح الملہم میں تحریر فرماتے ہیں **والرأى هو نظير القلب يقال رأى رأيا** رائے کے معنی دل کی نظر اور بصیرت کے ہیں۔

علامہ ابن اثیر الجزری الشافعیؒ فرماتے ہیں **والمحدثون يسمون اصحاب القياس اصحاب الرأى يعنون انهم يأخذوا برأيهم فيمايشكل من الحديث ومالم يأت فيه حديث ولا أثر** (تحفۃ الاحوذی 206 بحوالہ مقام ابی حنیفہ 160)

کہ محدثین اصحاب قیاس کو اصحاب الرای کہتے ہیں اس سے مراد یہ لیتے ہیں کہ وہ مشکل حدیث کو اپنی رائے اور سمجھ سے حل کرتے ہیں یا ایسے مقام پر وہ اپنے قیاس اور رائے سے کام لیتے ہیں جسمیں کوئی حدیث نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب الرای وہ حضرات ہیں جو مشکل احادیث اور غیر منصوص مسائل کو اپنی تدبیر اور دل کی بصیرت (جو منجانب اللہ موہوب ہوتی ہے) سے حل کرنے کے قابل ہوتے ہیں اور محدثین کرام اس معنی کے لحاظ سے ان کو اصحاب الرای کہتے ہیں۔

**وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين**